

نہ ہو حسن تماشا دوست رسوا بے وفائی کا  
 بہ نہرِ صد نظر ثابت ہے دعویٰ پارسائی کا  
 زکاتِ حسن دے، اے جلوہ بینش کہ نہر آسا  
 چراغِ خانہ درویش ہو، کاسہ گدائی کا  
 نہ مارا جان کر بے جرم، قاتل تیری گردن پر  
 رہا مانندِ خون بے گنہ حق آشنائی کا  
 تمنائے زباں محو سپاس بے زبانی ہے  
 مٹا جس سے تقاضا شکوہ بے دست پائی ہے  
 وہی اک بات ہے جو بیاں نفس و ان نکبت گل ہے  
 چین کا جلوہ باعث ہے مری رنگیں نوائی کا  
 دہان بہرِ تپ پیغارہ جو، زنجیرِ رسوائی  
 عدم تک بے وفا چرچا ہے تیری بے وفائی کا  
 نہ دے نامے کو اتنا طول غالب مختصر لکھ دے  
 کہ حسرتِ سنج ہوں، عرضِ ستم ہائے جدائی کا

شرمِ نارسائی : خدا کے قرب  
 میں نہ پہنچ سکنے کی شرم، یعنی خدا  
 نے جو حکم دیے تھے، انہیں پوری  
 طرح بجا نہ لانے کی ندامت۔  
 بخوں غلطیدہ صد رنگ :  
 سو طرح خون میں لتھڑا ہوا، یعنی  
 سیکڑوں گناہوں کے باعث خون  
 میں لت پت۔

شرح :- میں رحیم و کریم خدا  
 کی بارگاہ میں ایک تحفہ لایا ہوں۔  
 وہ تحفہ کیا ہے ؟ شرم اور ندامت  
 کا تحفہ ہے، کیونکہ جو حکم خدا نے  
 دے رکھے تھے، وہ مجھ سے پورے  
 نہ ہو سکے۔ ضروری کام پورے  
 نہ ہونے کا نتیجہ شرم و ندامت کے  
 سوا کیا ہو سکتا ہے ؟ اس کی  
 مثال یوں سمجھنی چاہیے کہ میں  
 پارسائی کا دعویٰ کر رہا ہوں لیکن  
 وہ دعویٰ سو سو طرح خون میں  
 لت پت ہے اور اس خون کے  
 ذمہ دار میرے گناہ ہیں۔ یہی گناہ

آلودہ زندگی تھی، جس نے مجھے خدا کی بارگاہ میں پہنچنے نہ دیا، اس لیے شرم و ندامت